نماز میں ایڑیاں کھڑی کر کے بیٹھنا کیسا؟

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ دونوں سجدوں کے درمیان اور قعدے میں دونوں قدم کھڑے کر کے، ان کی ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنا کیسا ہے؟ ایسی صورت میں مردوں کی نماز کا کیا حکم ہو گا؟ سنا ہے حدیث پاک میں اس سے منع کیا گیا ہے، برائے مہربانی اس حوالے سے رہنمائی فرما دیں۔

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قعدے اور دونوں سجدوں کے درمیان بلاعذر دونوں قدموں کو پنجوں کے بل کھڑا رکھنا اور ان کی ایڑیوں پر بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے کہ ان دونوں حالتوں میں مسنون طریقہ افتراش ہے یعنی الٹا پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور سیدھا پاؤں کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رُو رکھے، اور چونکہ مذکورہ طریقے کے مطابق بیٹھنے میں اس مسنون طریقے کی مخالفت پائی جاتی ہے، لہٰذا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں عذر ہو، تو مکروہ نہیں۔

باقی جہاں تک حدیث پاک کا تعلق ہے، تو اس میں "اقعاء" کی ممانعت وارد ہے (اقعاء کی تفصیل جزئیات میں آ رہی ہے) اور سوال میں بیان کردہ صورت صحیح قول کے مطابق اس ممانعت کے تحت داخل نہیں، ہاں خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

صحیح بخاری اور سنن نسائی میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: "إنما سنة الصلاة أن تنصب رجلك اليمنى، وتثني اليسرى" وزاد النسائی "واستقباله بأصابعها القبلة، والجلوس على اليسرى" ترجمہ: نماز میں سنت یہ ہے کہ تم اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھو اور بایاں پاؤں بچھاؤ، نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے: سیدھے پیر کی انگلیوں کو قبلہ رُو رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا سنت ہے۔ (صحیح البخاری، ج 01، ص 165، الطبعۃ السلطانیۃ، بالمطبعۃ الکبری الأمیریۃ، ببولاق مصر۔ سنن النسائی، ج 02، ص 236، رقم: 1158، المکتبۃ التجاریۃ الکبری بالقاھرۃ)

سنن ترمذی میں ہے : مولیٰ المسلمین، مولیٰ مشکل کشا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا : "یا علي أحب لك ما أحب لنفسي، وأكره لك ما أكره لنفسي، لا تقع بين السجدتين "ترجمہ : اے علی! میں تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے کرتا ہوں، تمہارے لئے وہی ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے کرتا ہوں، تم دونوں سجدوں کے درمیاں اقعاء نہ کرنا۔ (سنن ترمذی، ج 01، ص 315، رقم : 282 دار الغرب الاسلامی بیروت)

مذکورہ اقعاء کی تشریح کے حوالے سے بہار شریعت میں ہے : "یعنی اس طرح نہ بیٹھنا کہ سرین زمین پر ہوں اور گھٹنے کھڑے۔" (بہار شریعت، ج 01، ص 622، مکتبۃ المدینہ کراچی)

درمختار میں ہے : "(وإقعاؤه) كالكلب للنهي "نماز پڑھنے والے کا کتے کی طرح اقعاء کرنا مکروہ ہے کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔

ردالمحتار میں ہے : "قال في النهر: لنهيه صلى الله عليه واله وسلم عن إقعاء الكلب وفسره الطحاوي: بأن يقعد على أليتيه وينصب فخذيه ويضم ركبتيه إلى صدره واضعا يديه على الأرض والكرخي: بأن ينصب قدميه و يقعد على عقبيه ويضع يديه على الأرض. والأصح الذي عليه العامة هو الأول: أي كون هذا هو المراد بالحديث لا أن ما قاله الكرخي غير مكروه، وكذا في الفتح. قال في البحر: وينبغي أن تكون الكراهة تحريمية على الأول تنزيهية على الثاني.

أقول: إنما كانت تنزيهية على الثاني بناء على أن هذا الفعل ليس بإقعاء، وإنما الكراهة بترك الجلسة المسنونة كما علل به في البدائع، اهـ كلام النهر. والحاصل أن الاقعاء مكروه لشيئين: للنهي عنه ولأن فيه ترك الجلسة المسنونة، فإن فسر بما قاله الطحاوي وهو الأصح كان مكروها تحريما لوجود النهي عنه بخصوصه؛ وكان بالمعنى الذي قاله الكرخي مكروها تنزيها لترك الجلسة المسنونة لا تحريما لعدم النهي عنه بخصوصه۔

وقال العلامة قاسم في فتاواه: وأما نصب القدمين والجلوس على العقبين فمكروه في جميع الجلسات بلا خلاف نعرفه إلا ما ذكره النووي عن الشافعي في قول له إنه يستحب بين السجدتين "ترجمہ : نہر میں فرمایا کیونکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا، طحاوی نے اس کی یہ تفسیر بیان کی : دونوں سرینوں پر بیٹھے، دونوں رانوں کو کھڑا رکھے، اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر دونوں گھٹنوں کو سینے سے ملائے، جبکہ کرخی نے اس کی تفسیر یہ بیان کی : زمین پر ہاتھ رکھتے ہوئے دونوں پیروں کو کھڑا کرکے ایڑیوں پر بیٹھ جائے، ان میں سے اصح جس پر

عامۃ العلماء ہیں وہ پہلا قول ہے، ان معنوں میں کہ حدیث پاک میں یہی مراد ہے، نہ کہ ان معنوں میں کہ کرخی نے جو کہا وہ مکروہ نہیں، اسی طرح فتح میں ہے۔ بحر میں فرمایا: پہلی صورت مکروہ تحریمی اور دوسری مکروہ تنزیہی ہونی چاہیے۔ میں کہتا ہوں: دوسری صورت مکروہ تنزیہی اس وجہ سے نہیں کہ یہ اقعاء نہیں، بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس میں جلسہ مسنونہ کا ترک پایا جائے گا، جیسا کہ بدائع نے اس کی یہی علت بیان کی، نہر کا کلام یہاں ختم ہوا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اقعاء دو چیزوں کے سبب مکروہ ہے، حدیث پاک میں ممانعت کی وجہ سے، اور جلسۂ مسنونہ کے ترک کی وجہ سے، طحاوی کی تفسیر جو کہ اصح ہے، اگر اسے لیا جائے، تو یہ مکروہ تحریمی ہوگا، کیونکہ حدیث پاک میں خاص اس سے منع فرمایا ہے، اور کرخی کا بیان کردہ معنی مکروہ تنزیہی ہوگا کہ اس میں جلسۂ مسنونہ کا ترک ہے، مکروہ تحریمی نہیں، کیونکہ حدیث پاک میں خاص اس کی ممانعت نہیں۔

علامہ قاسم بن قطلوبغا نے اپنے فتاوی میں فرمایا: دونوں قدموں کو کھڑا رکھ کر ایڑیوں پر بیٹھنا نماز کے تمام جلسوں میں بالاتفاق مکروہ ہے، ہمیں اس بارے میں کسی کے اختلاف کا علم نہیں، سوائے امام نووی کے کہ انہوں نے امام شافعی کے ایک قول کے مطابق دونوں سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ (در مختار مع رد المحتار ملتقطاً، ج 01، ص 643-644، دار الفکر)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0535

تاریخ اجراء: 10 رمضان المبارک 1446ھ/11 مارچ 2025ء